باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

آہ! حضرت مولانا اسلام صاحب قاسمی (علیہ الرحمہ)

(استاذ حدیث وادب دارالعلوم وقف دیوبند)

بقلم: بندہ محمد ارشد فتح پوری (بمبئی) عفی عنہ
متعلم دورہ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند

بروز جمعہ بتاریخ ۲۶/۱۱/۴۴ھ موافق ۱۶/۶/۲۳، صبح دس بجے یہ خبر مجھ پر صاعقہ بن کی گری کہ قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ کے انتہائی معتمد، عاشق زار، دارالعلوم وقف دیوبند کے سابقین اولین میں سے ایک مایہ ناز فرد، ادیب العصر حضرت مولانا اسلام صاحب قاسمی (استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند) اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

الموت كأس كل الناس شاربوه
والقبر باب كل الناس داخلوه

قال الامام الشافعیؒ:

وَمَن نَزَلَت بِساحَتِهِ المَنايا
فَلا أَرضٌ تَقيهِ وَلا سَماءُ
وَأَرضُ اللَهِ واسِعَةٌ وَلَكِن
إِذا نَزَلَ القَضا ضاقَ الفَضاءُ

حضرت والا مرحوم ومغفور کا اول اول تذکرہ راقم کے سامنے اس وقت آیا جب میں حضرت الاستاذ مولانا قمر الزماں صاحب اعظمی (زید مجدہ) سے درجہ دوم پڑھ رہا تھا، میرے استاذ محترم آپ کے شاگرد تھے، متعدد کتابیں استاذ محترم نے آپ سے پڑھی تھیں لہذا موقع بموقع دیگر اساتذہ کرام کی طرح آپ کے کمالات کے تذکرہ فرماتے رہتے تھے۔

پھر جب مجھے درجہ سوم سے حضرت الاستاذ مولانا معین الدین صاحب قاسمی مہراج گنجی (زید مجدہ) سے شرف تلمذ حاصل ہوا تو حضرت الاستاذ اپنے جملہ اساتذہ کرام مثلا حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی، حضرت مولانا اسلم صاحب قاسمی، حضرت مولانا خورشید عالم صاحب قاسمی، حضرت مولانا انظر شاہ صاحب، حضرت علامہ حسن باندوی، حضرت مولانا اسلام صاحب قاسمی، مولانا مشتاق صاحب (نور اللہ مراقدھم) اور حضرت مولانا فریدالدین صاحب (زید مجدہ) کا اکثر ذکر خیر فرماتے رہتے تھے، حضرات اساتذہ کرام کے کمالات، خصوصیات، خوبیاں اور مآثر کا تذکرہ برابر فرماتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے جہاں مجھے اساتذہ و جہابذہ دارالعلوم وقف سے آشنائی حاصل ہوئی وہیں حضرت مولانا اسلام صاحب قاسمی (علیہ

الرحمہ) کے علمی کمال، عملی پختگی، قلم کی روانی، تدریسی قابلیت، تقریری صلاحیت، ادبی ملکہ ومہارت اور گونا گوخوبیوں کا اندازہ ہوا، اوراسی وقت سے مجھے آپ سے ملاقات کا نہ صرف شوق دامن گیر ہوا بلکہ آپ سے استفادہ کا جذبہ بھی انگڑائی لینے لگا، اور یہ خیال آتا رہا کہ اگر حضرت والا سے پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اپنی عربی وادبی صلاحیت کوان کی خصوصی توجہات کی برکت سے مزید سے مزید تر کرنے کی کوشش کروں گا۔

لہٰذا موقوف علیہ تام تک کی تعلیم بمبئی میں مکمل کر کے امسال دارالعلوم وقف پہونچا تو معلوم ہوا کہ حضرت والا کافی بیمار ہیں، تعلیمی وتدریسی سلسلہ بھی موقوف ہے، مدرسہ تک آنے کی بھی طاقت نہیں ہے۔

میں دیوبند پہونچ کرفوری طور پر حضرت سے ملاقات کا قصد کیا کہ کم ازکم شرف تلمذ نہ سہی زیارت ہی ہوجائے لہذا ایک مولانا (جو دارالعلوم وقف کے استاذ ہیں) کے ہمراہ آپ کے دولت کدہ پر حاضری کے لئے مکتبہ نور مولانا بدرالاسلام صاحب کے یہاں ہم پہونچے، علیک سلیک کے بعد آنے کی غرض بیان کی، تو مولانا نے فرمایا کہ طبیعت اس وقت زیادہ ناساز ہے، ملاقات ان کے لئے باعث گرانی ہوگی لہذا بعد میں کسی وقت ملاقات کرلیں۔ ہم خاموش ہوگئے اور مزید اصرار نہ کئے اور ارادہ کئے کہ جس وقت طبیعت کچھ بہتر ہوگی ملاقات کرلی جائے گی۔

پھر بعد میں ایک دوبار مزید ملاقات اور زیارت کی سعی کی تاہم آپ کی ضعف طبع کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی حتی کہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ رحلت فرما گئے۔

حیات مبارکہ میں آپ سے ملاقات مقدر نہ تھی لہذا متعدد بار کوششوں کے باوجود آپ کی زیارت سے محرومی ہی ہاتھ آئی، پھر انتقال کے بعد جب آپ کا پرنور چہرہ دیکھنے کو ملا تو اس وقت میری ساری امنگیں اور جذبات بھی وہیں ڈھیر ہوگئے، میں آپ کو دیکھتا رہا اور اپنی محرومی پر ماتم کرتا ہے۔

روئے گُل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شُد
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

کچھ دیر تک عجیب سی کیفیت رہی اور میں بے چینی میں مبتلا رہا حتی کہ اسے اللہ تعالی کا فیصلہ سمجھ کر اپنے کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

صح ما قيل:

ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن
وما شئت وإن لم يشأ لم يكن

قال ابن قيمؒ:

أساس كل خير أن تعلم إن ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن. (الفوائد ص ۱۴۱)

حضرت والا کے کمالات وخوبیاں

عادت اللہ یوں جاری ہے کہ بعض لوگوں کو تدریسی صلاحیت میں اونچا مقام حاصل ہوجاتا ہے لیکن تحریری صلاحیت

میں ان کا وہ مقام نہیں ہوتا، بعض حضرات کو گوہر بار قلم تو مل جاتی ہے لیکن انہیں تقریر و تدریس میں ملکہ حاصل نہیں ہوتا ہے، بعض حضرات میدان تقریر کے عظیم شہسوار بن کرا بھرتے ہیں تاہم انہیں تدریس وتحریر کے میں کماحقہ کمال نصیب نہیں ہوتا، اور بعض وہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالی علوم کے تینوں مظاہر تحریر، تقریر اور تدریس میں یکساں مہارت عطاء فرماتا ہے، میری نزدیک آپ کی شخصیت بھی انہیں لوگوں میں سے تھی جنہیں بیک وقت تینوں مظاہر علوم پر خاصا قدرت من جانب عطاء کی گئی تھی۔

آپ ایک بہترین منتظم کار، مربی، مدرس، مصنف اور مقرر کی حیثیت سے علمی افق پر نمودار ہوئے اور اپنی قلم وزبان کی قابلیت و جاذبیت سے نہ صرف ہزاروں بندگان خدا اور تشنگان علوم نبوت کے دل و دماغ کو اپنی طرف متوجہ کیا بلکہ انہیں اپنا گرویدہ بنالیا۔

آپ کا گھرانہ کوئی علمی گھرانہ نہیں تھا درآں حالیکہ آپ نے شبانہ وروز محنت اور علمی دھن ودھیان سے اپنے اندر ایک غیر معمولی علمی صلاحیت، عظیم الشان قابلیت اور بہترین مہارت ولیاقت پیدا کی حتی کہ دارالعلوم سے فراغت کے بعد آپ کو دارالعلوم میں تدریسی خدمات کے لئے منتخب کرلیا گیا۔

آپ حضرت قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ کے سچے عاشق اور آپ پر مر مٹنے والوں میں سے تھے لہذا جب دارالعلوم میں قضیہ نامرضیہ پیش آیا تو حضرت قاری صاحب سے والہانہ تعلق نے آپ کو دارالعلوم کی تدریسی خدمات پر باقی نہ رہنے دیا حتی کہ آپ نے دارالعلوم کی عہدہ تدریس کو حضرت قاری صاحبؒ پر قربان کردیا اور حضرت کے ہمراہ دارالعلوم سے ہجرت کر گئے۔

بعدازاں بڑے صبر آزما حالات سے آپ نبرد آزما ہوئے، مشکلات کا سامنا کئے، اضطراری صورت حال سے دوچار ہوئے تاہم بایں ہمہ آپ بھی اپنے دیگر رفقاء کی طرح پورے تندہی سے دارالعلوم وقف کے لئے جہد پیہم کرتے رہے، اس کی ترقی کے لئے حضرات ذمہ داران کے ساتھ شانہ بشانہ چلتے رہے اور کمال تو یہ کہ اس سخت ترین حالات کی وجہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کے قدم استقامت میں تزلزل پیدا نہ ہوا۔

زمانہ معترف ہے اک ہمارے استقامت کا
نہ ہم سے قافلہ چھوٹا نہ ہم نے رہنما بدلا
رہ الفت میں گو ہم پر بڑا مشکل مقام آیا
نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے راستہ بدلا

آپ کی دارالعلوم سے ہجرت اور دارالعلوم وقف کے لئے ہمہ جہت خدمات کی وجہ سے راقم کے استاذ محترم حضرت مولانا احمد خضر شاہ صاحب (زید مجدہ) نے آپ کے بارے میں نہایت عمدہ تعبیر اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ دارالعلوم وقف کے لئے **والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار** کے نمونہ تھے یعنی آپ دارالعلوم سے ہجرت کی وجہ سے بحیثیت مہاجر اور مدرسہ کے لئے ہمہ جہت تعاون کی وجہ سے یکے از انصار تھے۔

راقم کو آپ کی چند تصنیفات مثلا درخشاں ستارے، دار العلوم دیوبند اور حضرت قاری طیب صاحب وغیرہ دیکھنے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس میں جو آپ کا تحریری اسلوب اور قلمی جاذبیت اور انشاء پردازی کے جواہر پارے نظر آئے اس بناء پر آپ کو اگر سلطان القلم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

الغرض! اللہ تعالیٰ نے آپ کے کے اندر بڑی خوبیاں، کمالات، اوصاف حمیدہ، اخلاق فاضلہ اور گونا گوں صلاحیتیں ودیعت رکھی تھیں جسے دیکھ پڑھ کر آدمی بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامن دل کشد کہ جا ایں جاست

ترجمہ: ان کے سر سے لے کر قدموں تک جہاں بھی جس حصہ کو بھی دیکھتا ہوں تو ان کی رعنائی میرے دامنِ دل کو کھینچتی ہے کہ دیکھنے کی جگہ یہی ہے۔

ایام مرض

آپ کے آخر کے چند سال بیماریوں میں گزرے جس کی وجہ سے تدریسی معمولات وغیرہ تقریبا موقوف ہو گئے تھے، تاہم مجھے یقین ہے کہ معمولات کے فوت ہونے کے باوجود بنص حدیث آپ کو ان معمولات کا ثواب بدستور ملتا رہا ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے:

اذا مرض العبد او سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيما صحيحا. (بخاری شریف، رقم الحدیث ۲۹۹۶)

ترجمہ: جب کوئی شخص مبتلائے مرض ہوتا ہے یا کوئی سفر پہ چلا جاتا ہے (جس کی وجہ سے اس کے معمولات، نفلی عبادات فوت ہو جاتی ہیں) تو اسے حالت صحت واقامت کی طرح اعمال کا اجر ملتا رہتا ہے۔

قال الحافظؒ تحته: وهو فى حق من كان يعمل طاعة فمنع منها وكانت نيته لو لا المانع ان يدوم عليها. (فتح الباری: ۶/۱۵۹)

یہ تو بات آپ کے ترک معمولات پر اجر وثواب کی ہوئی نیز آپ کے امراض خود فی **حد ذاتها البلايا للمجرمين عقوبات و للابرار مكفرات وللمقربين درجات.**

(مصائب گنہگاروں کے لئے سزا، نیک لوگوں کے لیے کفارہ اور مقربین بارگاہ الٰہی کے لئے رفع درجات کا ذریعہ ہوتے ہیں) کی روشنی میں آپ کے رفع درجات کا ذریعہ ووسیلہ بنتے رہے ہوں گے۔

مشکوۃ المصابیح میں ہے:

لا يزال البلاء بالمومن أو المومنة فى نفسه و ماله و ولده حتى يلقى الله تعالى وما عليه من خطيئة. (مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، ص ١٣٦)

ترجمہ: مسلمان مرد وعورت اپنے ذات، مال اور اولاد کے بارے میں برابر مبتلائے آزمائش رہ کر جب اللہ تعالیٰ کے

یہاں پہونچتے ہے تو ان پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا ہے۔

اور آپ کا مرض رفتہ رفتہ بڑھتا گیا، ضعف ونقاہت میں اضافہ ہوتا گیا، حتی کہ آپ جانبر نہ ہوسکے اور اسی بیماری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز میں ایک روایت ہے کہ: **من مات مريضا مات شهيدا و وقى فتنة القبر وغدى و ريح عليه من رزق الجنة. (مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، ص ۱۳۹)**

ترجمہ: جو شخص مبتلائے مرض ہوکر وفات پائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور اسے فتنہ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور صبح وشام جنت کی نعمتیں اسے عطا کی جاتی ہیں۔

مذکورہ حدیث کی روشنی میں آپ کو اخروی شہادت کا درجہ، فتنہ قبر سے تحفظ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں بھی ضرور عطاء ہوئی ہوں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

نماز جنازہ اور تدفین

آپ کی نماز جنازہ بعد نماز عشاء متصلا احاطہ مولسری میں حضرت الاستاذ مولانا فریدالدین صاحب) زیدمجدہ(کی امامت میں ادا کی گئی اور جب جنازہ اٹھا تو عقیدت مندوں کا اتنا بڑا ہجوم ہمراہ تھا کہ آپ کو کندھا دینا تو درکنار جنازہ کے قریب پہونچنا میں مجھے کارِ دارد لگ رہا تھا تاہم بڑے ہمت وحوصلہ سے آگے بڑھا اور جنازہ کو ابھی ہاتھ لگا کر چند قدم چلا ہی تھا کہ ہجوم نے مجھے ایک کنارے حاشیہ پر ڈال دیا۔

آپ کے جنازہ میں ہجوم دیکھ کر مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول یاد آنے لگا کہ **بيننا و بينهم الجنائز**. (البدايه والنهايه لابن كثير: ۱۱/۱۸۶)

آپ کے سیکڑوں عقیدت مند جنازہ کے ساتھ بزبان حال یہ کہتے ہوئے قدم بڑھا رہے تھے کہ:

سرو سیمینا بہ صحرا می روی
سخت بے مہری کہ بے ما می روی
اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

ترجمہ: اے میرے محبوب! آپ کہاں اور کس کے لئے ہمیں تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں جب کہ آپ خود ہی مرجعِ عالم تھے۔

اور آپ علیہ الرحمہ بزبان حال گویا یوں کہہ رہے تھے کہ:

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضاء یاد کرے گی

خراماخراما جنازہ مزار قاسمی میں داخل ہوا اور لواحقین ومتعلقین کی ایک بڑی تعداد نے اپنی نم آنکھوں سے آپ کو الوداع کہا اور سپرد خاک کر دیا۔

فما كان قيس هلكه هلك واحد

ولكنه بنيان قوم تهدما

ترجمہ: قیس کی رحلت کسی ایک شخص کی رحلت نہیں بلکہ وہ پوری ایک قوم کی عمارت تھی جو منہدم ہوگئی۔

آپ کی علمی خدمات، تصنیفی کاوشیں اور ہزاروں فیض یافتگان جو ملک و بیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں آپ کے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہیں نیز آپ کی دینی خدمات عالیہ کو ہمیشہ سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔

میں دست بدعا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ حضرت والا کی بال بال مغفرت فرمائے، آپ کی دینی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے، آپ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، پسماندگان ولواحقین خصوصا آپ کے اہل خانہ اور مولانا بدرالاسلام صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

خير من اسلام اجركم بعده

والله خير منكم لاسلام

اللہ اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وابدله دار خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر وعذاب النار. آمين

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن — خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بندہ ارشد فتح پوری (بمبئی) عفی عنہ

متعلم دورہ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند

۲۹/ ذوالقعدۃ ۱۴۴۴ھ موافق ۱۹/ جون ۲۰۲۳ء